

اُمتِ مسلمہ کی عالمی قیادت کے لیے چند بنیادی انتظامات

## (۹) حلال و پاکیزہ چیزوں کے کھانے کا حکم

اللہ کی ہدایت میں غذا کی بڑی اہمیت ہے۔ اسی بنا پر توحید و شرک کے بعد اس کا ذکر ہے۔ غذا جس قدر حلال و پاکیزہ ہوتی ہے اسی قدر انسان کے گوشت و خون اور اس کے فکرو عمل میں صفائی و سقوائی پیدا ہوتی ہے اور جس قدر غذا حرام و گندمی ہوتی ہے اسی قدر گوشت و خون اور فکرو عمل میں کدورت و خرابی پیدا ہوتی ہے۔ قرآن و حدیث میں مختلف انداز سے حلال و پاکیزہ غذائی طرف رغبت دلائی گئی ہے اور حرام و گندمی غذا سے نفرت دلائی گئی ہے۔ چنانچہ نیچے کی آیتوں میں گوشت و خون اور فکرو عمل ہر ایک میں خرابی و کدورت برسرِ پت کر جانے کا ذکر ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا  
حُطُوتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝ إِنَّمَا  
يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَإِنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا  
تَعْلَمُونَ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا  
بَلْ نَتَّبِعُ مَا آتَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أُولَئِكَ كَانَ أباؤُهُمْ  
لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ۝ وَمَثَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا  
كَمَثَلِ الَّذِي يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ إِلَّا دُعَاءً وَنِدَاءً  
صُ ۝ بِكُمْ عَىٰ فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۝ (البقرة ۱۶۷-۱۷۱)

اے لوگو! زمین میں جو حلال و پاکیزہ چیزیں ہیں ان میں سے کھاؤ اور شیطان کے قدم بقدم نہ چلو۔ بیشک وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔ وہ تو تمہیں ہر قسم کی برائی اور بے حیائی کا حکم دیکھا اور اللہ کے ذمہ ایسی باتیں لگانے کو کہہ گیا جس کا تمہیں علم

نہیں لیے اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس حکم کی پیروی کرو جو اللہ نے آماراستہ تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم اس بات کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ اگرچہ ان کے باپ دادا کچھ سمجھے نہ ہوں اور اگرچہ وہ سیدھی راہ پر نہ ہوں! بلکہ ان کا فروں کی حالت بالکل اُن جانوروں جیسی ہے جن کو چرواہا پکارتا ہے اور وہ آواز و پکار کے علاوہ کچھ نہیں سنتے ہیں۔ وہ بہرے، گونگے، اندھے ہیں کچھ نہیں سمجھتے ہیں۔

یہ بات تمام انسانوں سے کہی جا رہی ہے۔ ہر شخص چاہتا ہے کہ وہ خود اور اس کی نسل صفائی ستھری ہو، جبکہ حرام و گندمی غذا سے نہ صرف کھانے والے پر اس کا اثر پڑتا ہے بلکہ اس کی نسل بھی محفوظ نہیں رہتی ہے۔

حلال و پاکیزہ وہ چیزیں ہیں جن کو اللہ نے حلال کیا ہو اور جائز طریقہ سے وہ حاصل بھی کی گئی ہوں۔ شیطان انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے، وہ کھانے پینے کی چیزوں میں ہزار طرح سے ملامت کر دیتا ہے، بہت سی حرام چیزوں کو حلال اور حلال کو حرام بنا دیتا ہے۔ اسی طرح حلال کو ناجائز طریقہ سے حاصل کر کے اس کو گندمی کر دیتا ہے اور انسان شیطان کی چال بازیوں سے واقف نہیں ہو پاتا ہے۔ بلکہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان شیطان کی چال بازیوں کو اللہ کی طرف سے سمجھ کر ان کو مقدس اور پاک جاننے لگتا ہے۔

حرام و گندمی چیزوں کو استعمال کرنے کے نقصانات چونکہ صرف اخلاقی و روحانی نہیں ہوتے ہیں، بلکہ جسمانی و مادی بھی ہوتے ہیں، اسی طرح یہ نقصانات صرف استعمال کرنے والے کی ذات تک نہیں رہتے ہیں بلکہ اس کی آل اولاد اور نسل تک میں سرایت کرتے ہیں، اس بنا پر شیطان کی توجہ حرام کو حلال بنانے اور گندمی کو پاکیزہ دکھانے میں زیادہ صرف ہوتی ہے اور غالباً قرآن مجید میں ”سُوءٌ اور فحشاء“ کے دو لفظ اسی لیے لاتے گئے ہیں تاکہ یہ دونوں ہر قسم کے نقصان کو سمیٹ لیں۔ قرآن میں لفظ ”سُوءٌ“ کا استعمال جس طرح اخلاقی و روحانی بیماری کے لیے ہوا ہے اسی طرح جسمانی بیماری و مادی نقصان کے لیے بھی ہوا ہے، جبکہ ”فحشاء“ کا استعمال بڑی بڑی اخلاقی و روحانی بیماریوں کے لیے ہوا ہے۔ یہ دونوں لفظ حرام و گندمی چیزوں کے استعمال کرنے کے

نقصانات بیان کرنے میں تمہایت جامع ہیں۔ انسان کا حرام و گندمی غذا پر لگنا ہی شیطان کی برائیوں اور بیچاریوں کی طرف دعوت قبول کرنا اور اپنے نقصان پر آمادہ ہونا ہے، خواہ یہ نقصان جسمانی و روحانی ہو یا اخلاقی و مادی ہو۔ یہ نقصان عام لوگوں کو اگرچہ نظر نہیں آتا ہے لیکن ان کی نظر سے دور نہیں ہے جو حرام اور گندمی غذا سے چلے ہوئے گوشت و خون کی رسیریج و شحیح کرتے ہیں اور ان کو کھانے والے کی ذات ہی میں نہیں بلکہ اس کی آل و اولاد اور نسل تک میں نقصان دکھائی دیتے ہیں۔

۲۔ شیطان کبھی تو دل میں باڈال کر براہ راست گمراہ کرتا ہے اور کبھی گمراہی و غلط کام پر لگانے کے لیے باپ و دادا کو استعمال کرتا ہے یعنی اللہ کے حکم کے مقابلہ میں خاندانی رسم و رواج اور شرک و بدعت کی باتوں کی پیروی کرتا ہے اور سب سے بڑی سندیر ہوتی ہے کہ خاندان میں یہی ہوتا آیا ہے، باپ و دادا یہی کرتے آتے ہیں۔ اگر یہ باتیں غلط اور گمراہی کی ہوتیں تو یہ لوگ کیوں کرتے؟ قرآن نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ اگرچہ باپ و دادا سمجھ بوجھ نہ رکھتے ہوں اور اللہ تعالیٰ کی ہدایت و رہنمائی ان کے سامنے نہ ہو جب بھی یہ لوگ ان کی پیروی کریں گے؟ یعنی کسی کی پیروی کے لیے وہ باتوں کی ضرورت ہے (۱) سمجھ بوجھ اور (۲) ہدایت و رہنمائی۔ اگر دونوں باتیں نہیں ہیں تو پھر کس بنیاد پر انکی پیروی کی جائے گی؟

یہ عجیب بات ہے کہ دین کی باتوں ہی میں باپ و دادا کی پیروی کی جاتی ہے، دنیا کی باتوں میں نہیں! جس عقل سے دنیاوی معاملات میں کام لیا جاتا ہے دین کی باتوں میں وہ عقل استعمال نہیں ہوتی ہے۔ ایسا بہت دیکھا جاتا ہے کہ ایک شخص دنیا کے کاموں میں بہت ہوشیار ہوتا ہے لیکن دین کے کاموں میں عقل کا استعمال گناہ سمجھتا اور بغیر سمجھ بوجھ پھلوں کی نقل کرتا رہتا ہے۔ ایسی حالت میں ہر ایک کی پیروی کیسے درست ہو سکتی ہے؟ پیروی اسی کی درست ہوگی جس کے پاس سمجھ بوجھ بھی ہو اور ہدایت و رہنمائی بھی ہو۔ اگر دونوں میں سے ایک بھی نہ ہو تو وہ اس قابل نہ ہو گا کہ اس کی پیروی کی جائے۔

۳۔ یہ ان لوگوں کی مثال ہے جو سمجھ بوجھ اور ہدایت و رہنمائی دونوں سے بالکل خالی ہوتے ہیں۔ گراؤٹ و پستی کی ایک حالت یہ بھی ہے جس میں حق بات سننے، سمجھنے اور قبول کرنے کی ساری صلاحیتیں بیکار ہوتی ہیں۔ پھر بھی شیطان ایسے لوگوں کی پیروی کی طرف بلاتا ہے اور ان کے کام اور بات کو سند کا

درجہ دیتا ہے۔ اس مثال سے جس طرح گراؤٹ و پستی کی انتہا ظاہر ہوتی ہے اسی طرح گمراہ کرنے میں شیطان کی انتہائی ذلت و کینگی ظاہر ہوتی ہے۔

## (۱۰) اہل ایمان کو خاص طور سے حکم

وہی بات جو اوپر تمام انسانوں سے کہی گئی تھی کہ حرام و گندمی غذا سے پرہیز کریں، اب خاص طور سے اہل ایمان سے کہی جا رہی ہے۔ اس وجہ سے کہ اہل ایمان اس نقصان میں تو تمام انسانوں کے ساتھ برابر کے شریک ہیں جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے لیکن ان کے لیے ایک اور نقصان بھی ہے اور وہ یہ کہ حرام و گندمی غذا سے وہ رشتہ اپنا اثر کھو دیتا ہے جو ایمان کے ذریعہ اللہ اور بندہ کے درمیان قائم ہوتا ہے۔ جیسا کہ ان دُور وایتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ سے تعلق جوڑنے اور اس کو برقرار رکھنے میں حلال و پاکیزہ غذا کو کس قدر اہمیت حاصل ہے!

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص نہایت دُور دراز کے سفر پر ہے پریشانی حال اور خیار آلود ہے: (جس کی حالت سے انتہائی بے کسی و بے بسی ظاہر ہوتی ہے)۔ ایسی حالت میں وہ دعا کرتا ہے لیکن اس کا کھانا پینا اور لباس سب حرام کا ہے تو اس کی دعا کیسے قبول ہوگی؟

(۲) سعد بن ابی وقاص نے رسول اللہ سے عرض کیا کہ آپ اللہ سے دعا فرمادیں کہ میری دعا قبول ہونے لے۔ جو اب میں آپ نے فرمایا کہ حلال و پاکیزہ غذا کی پابندی کرو، خود بخود دعا قبول ہونے لگے گی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ  
وَأَشْكُرُوا لِلَّهِ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ (البقرة: ۱۶۲)

اے ایمان والو۔ جو ہم نے تمہیں پاکیزہ چیزیں عطا کی ہیں ان میں سے کھاؤ اور تم اللہ ہی کا شکر کرو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو تو ایسے

اے اہل ایمان کی جبری کمزوری یہ ہے کہ جب ان کے ایمان میں مضبوطی نہیں رہتی تو عبادت اللہ کی کرتے ہیں لیکن جو پاکیزہ چیزیں اللہ نے عطا کی ہیں انکھ لیے ولیوں اور بزرگوں یا دوسرے بڑوں کے ایسے شکر گزار

بنتے ہیں جیسے یہ چیزیں انہوں ہی نے وہی ہوں۔ آیت میں اسی کمزوری کی اصلاح ہے کہ عبادت کے لائق وہی بتولے ہے جو سب کچھ دیتا ہے۔ عبادت کسی کی اور شکر گزار ہی کسی اور کی، یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ایمان دل میں مضبوط نہیں ہے، جس کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔

## (۱۱) حرام کے بارے میں گمراہ قوموں کا دردناک رویہ اور ان کا انجام

جو قومیں گمراہ ہوتی ہیں یا ذلیل و پست ہو جاتی ہیں حرام چیزوں کے بارے میں انکار و یہ نہایت دردناک ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ جن چیزوں کے حرام ہونے میں اللہ کی شریعت اور کتاب نے کبھی اختلاف نہیں کیا ان تک کی حرمت کو چمپا لیتی ہیں اور اپنی خواہش و مرضی کے مطابق حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنا لیتی ہیں۔

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَحُمَ الْخَنزِيرِ وَمَا  
أَهْلَ بِهِ لغيرِ اللَّهِ، فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ  
فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ إِنَّ الَّذِينَ  
يَكْفُرُونَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا  
قَلِيلًا أُولَئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا  
يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ  
أَلِيمٌ أُولَئِكَ الَّذِينَ اشْتَرُوا الضَّلَاةَ بِالْهُدَى وَالْعَذَابُ  
بِالْمَعْفُورِ، فَمَا أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ذَلِكَ بَأْتِ اللَّهُ  
نَزْلَ الْكِتَابِ بِالْحَقِّ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِي الْكِتَابِ لَفِي  
شِقَاقٍ بَعِيدٍ (البقرة ۱۷۳ - ۱۷۶)

اللہ نے تو صرف یہ چیزیں تمہارے اوپر حرام کی ہیں۔ مردار خون اور سور کا گوشت ہے اور وہ چیزیں بھی حرام کی ہیں جو اللہ کے سوا کسی اور کے لیے نامزد کی گئی ہوں گے البتہ جو شخص لاچار ہو جائے تو اس کو ان حرام چیزوں کے کھانے میں کوئی گناہ نہیں ہے، اللہ معاف کرنے والا رحم کرنے والا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ سرکشی کرنے والا اور حد سے بڑھنے والا نہ ہو۔ بیشک جو لوگ اللہ کی آمار ہی ہوئی کتاب میں سے چھپا

لیتے ہیں اور اس کے بدلے تھوڑی قیمت لیتے ہیں یہ لوگ اپنے پیٹوں میں صرف ایک گھبر رہے ہیں اور اللہ قیامت کے دن ان سے نہ بات کرے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی اختیار کی اور بخشش کے بدلے عذاب خرید لیا یہ لوگ دوزخ کی آگ پر کس قدر زیادہ صبر کرنے والے ہیں؟ یہ اس وجہ سے کہ اللہ نے سچائی کے ساتھ کتاب اتاری اور بیشک جنہوں نے کتاب میں اختلاف کیا تو وہ ضد میں بہت دور جا پڑے تھے

لے یہاں نہ حرام چیزوں کو گناہ مقصود ہے اور نہ انکی تفصیل بیان کرنا مقصود ہے چند حرام چیزیں بنا کر یہ دکھانا ہے کہ گمراہ اور پست تو ہیں کھانے پینے کی چیزوں میں بھی یہاں تک آزاد ہو جاتی ہیں کہ جن چیزوں کے حرام ہونے میں کسی شریعت اور کتاب نے اختلاف نہیں کیا ان کے حرام ہونے کو بھی ان کے علماء و پیشوا اچھا لیتے ہیں اور ان کو بھی حلال بنا لیتے ہیں اس طرح کتاب و شریعت کھنے کو تو باقی رہتی ہے لیکن اس پر عمل درآمد سے بچنے کے لیے ہزار قسم کی تدبیریں نکال لی جاتی ہیں اور حیلے ہانے تلاش کر لیے جاتے ہیں۔

لے کسی بزرگ، پیغمبر، ولی یا بیت کے نام پر کسی جانور کو ذبح کر دیا جائے یعنی انکی نزدیکی حاصل کرنے اور انکو راضی و خوش کرنے کے لیے جانور کو ایسی اور چیز کو انکی نذر کر دیا جائے وہ بھی شریعت میں حرام ہے اگرچہ جانور کو اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے اس سے اس کے حرام ہونے میں کوئی فرق نہ پڑے گا۔

لے لاجار و مجبور کو جان بچانے کے لیے حرام چیزوں کو کھانے کی اجازت ہے لیکن شرط یہ ہے کہ واقعی اس کی جان جارہی ہو کسی قسم کی بناوٹ اور شرارت نہ ہو پھر اسی مقدار میں کھائے جس مقدار سے جان بچ جائے اس سے زیادہ نہ کھائے۔

لے دین بچنے کے بدلے میں جو دنیا آتی ہے وہ نقصان کے لحاظ سے گویا آگ ہے جو پیٹ میں جارہی ہے اور سچائی کو قبول کرنے کی قوتوں اور صلاحیتوں کو جلا رہی ہے ایسا شخص اللہ کی تمام عنایتوں اور مہربانیوں سے محروم ہو جاتا ہے جو اللہ کے عام و خاص بندوں کے ساتھ ہوتی ہیں یہ سب کچھ اللہ کی سچی کتاب میں اختلاف کرنے اور اس پر عمل کرنے کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے کی وجہ سے ہے۔